تفہیم عبارت جماعت دہم

①

پنجاب کی حد ان دنوں میں غزنی کی حد تک پھیلی ہوئی تھی اور راجا یہاں کا جے پال تھا۔ جب مسلمانوں کے قدم آگے بڑھتے معلوم ہوئے تو اس نے غزنی پر ایک بھاری فوج سے چڑھائی کی۔ چنانچہ دفعتاً لمغان پر جا کر ڈیرے ڈال دیے اور پشاور سے کابل تک برابر لشکر پھیلا دیا۔ اُدھر سے سبکتگین بھی نکلا۔ چنانچہ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے پڑی تھیں اور ایک دوسرے کی پیش دستی کی منتظر تھیں کہ دفعتاً آسمان سے گولے پڑنے لگے۔ یعنی بے موسم برف گرنا شروع ہو گئی۔ وہ لوگ تو برف کے کیڑے تھے انھیں خبر بھی نہ ہوئی۔ ہندوستانی بے چارے اپنے لحاف اور رضائیاں ڈھونڈنے لگے، مگر وہاں رضائی کا گزارہ کہاں؟ سینکڑوں اکڑ کر مر گئے، جو بچے ان کے اوسان جاتے رہے۔

(i) پنجاب کی حدود غزنی تک پھیلی ہوئی تھی۔ کس زمانے میں؟

جواب: پنجاب کی حدود راجا جے پال (964 تا 1001) کے زمانے میں افغانستان کے شہر غزنی تک پھیلی ہوئی تھی۔

(ii) جے پال کون تھا؟ سبکتگین کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: جے پال پنجاب کا ہندو راجا (حکمران) تھا۔ اس نے سبکتگین اور اس کے بیٹے سے دو جنگیں لڑیں جن میں اسے شکست ہوئی۔ شکست سے بددل ہو کر اس نے خودکشی کر لی تھی۔ سبکتگین غزنی کا بادشاہ تھا۔ اس کا پورا نام ابو منصور سبکتگین تھا۔ اس نے 942 عیسوی سے 997 تک غزنی پر حکومت کی۔ وہ مشہور بت شکن بادشاہ محمود غزنوی کا باپ تھا۔

(iii) ''وہ لوگ تو برف کے کیڑے تھے''۔ کون برف میں رہنے کے عادی تھے؟

جواب: غزنی (افغانستان) میں موسمِ سرما میں شدید برف باری ہوتی ہے۔ وہاں کے رہنے والے اس موسم میں رہنے عادی تھے اس لیے انھیں ''برف کے کیڑے'' کہا گیا ہے۔

(iv) وہاں رضائی کا گزارہ کیوں نہیں تھا؟

جواب: غزنی ایک سرد علاقہ ہے۔ وہاں موسم سرما کی شدت پنجاب کی نسبت کافی زیادہ ہے۔ پنجاب کے رہنے والے سردی میں رضائی لیتے ہیں مگر غزنی میں راجا جے پال کے فوجیوں کے لیے رضائی کی مدد سے سردی کی شدت کا مقابلہ ممکن نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بہت سے سپاہی اکڑ کر مر گئے اور کئی اپنے حواس کھو بیٹھے۔

(v) جے پال اور سبکتگین میں جنگ کیوں نہ ہوئی؟

جواب: بے موسم برف باری اور موسم کی شدت کی وجہ سے راجا جے پال کی فوج ناکارہ ہو گئی تھی اس لیے جے پال اور سبکتگین میں جنگ نہ ہو سکی۔

2

آپ کا والا نامہ ابھی ملا ہے جس کے لیے بہت شکر گزار ہوں۔ مسٹر نعیم الحق صاحب کے خط سے جو انھوں نے شیخ عبدالحمید کو لکھا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں کشمیر اور سری نگر دو مختلف جگہیں ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض کریں کہ ''کشمیر'' ملک کا نام ہے اور ''سری نگر'' دارالسلطنت ہے۔ مقدمات جو بھی ہوں سری نگر میں ہوں گے اور جہاں تک میں خیال کرتا ہوں ان کو زیادہ مدت وہاں ٹھہرنا نہ پڑے گا۔ شیخ عبدالحمید صاحب کا خط مجھے آج آیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ سید نعیم الحق صاحب کا سفر خرچ کشمیر کمیٹی کی طرف سے ادا ہونا چاہیے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سید صاحب موصوف اس حقیر رقم کو جو سفر خرچ کی صورت میں ان کی خدمت میں پیش کی جائے قبول نہ کریں گے۔ اور یہ کام اللہ مسلمانوں کے لیے کریں گے۔ کشمیر کمیٹی کے پاس زیادہ فنڈ نہیں ہے، ورنہ میں خود سید صاحب کی خدمت میں پیش کرتا۔ اس واسطے مہربانی کر کے ان کی خدمت میں عرض کریں کہ اگر آپ بلا کسی معاوضے اور سفر خرچ کے یہ خدمت کریں تو اللہ کے نزدیک اجر جزیل کے مستحق ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اور صورت میں اس کا اجر ضرور مل جائے گا۔

<u>سوالات کے جواب</u>

(i) علامہ اقبالؒ نے مکتوب الیہ سے کیا کہا ہے؟

جواب: علامہ اقبالؒ نے مکتوب الیہ سے کہا ہے کہ سید نعیم الحق کو بتایا جائے کہ کشمیر اور سری نگر مختلف جگہیں نہیں۔ نعیم الحق صاحب سری نگر میں مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کریں گے۔ ان سے گزارش کی جائے کہ وہ مسلمانوں کے مقدمات فی سبیل اللہ لڑیں کیونکہ کشمیر کمیٹی مقدمات کا خرچ ادا کرنے سے قاصر ہے۔ اس خدمت پر اللہ انھیں اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

(ii) سفر خرچ سے کیا مراد ہے؟

سفر خرچ سے مراد وہ اخراجات ہیں جو دوران سفر کرایہ، قیام و طعام پر صرف ہوتے ہیں۔ اس خط میں کشمیر کمیٹی کے وکیل سید نعیم الحق کو مقدمات کی پیروی کے لیے کشمیر آنے اور **قیام و طعام** پر اٹھنے والی رقم کو ''سفر خرچ'' کہا گیا ہے۔

(iii) اس عبارت کا عنوان لکھیں۔

جواب: مکتوب اقبالؒ　　　اقبالؒ اور کشمیر

(iv) سید نعیم الحق وکیل ہیں انھیں سری نگر کیوں بلایا گیا؟

جواب: سید نعیم الحق کو کشمیر کمیٹی کی جانب سے کشمیر کے مظلوم اور بے گناہ مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کے لیے بلایا گیا تھا۔

(v) "اجر جزیل" سے کیا مراد ہے؟

جواب: اجر جزیل سے مراد بہت بڑا اجر اور ثواب ہے۔

3

غالب نے آداب والقابات، مزاج پرسی و خیریت نگاری کا قدیم دستور، جس سے سرِ مو تجاوز کرنا روا نہ رکھا جاتا تھا، بالکل ترک کر دیا۔ یہ بات نہیں کہ یہ باتیں لکھتے ہی نہ تھے، مگر ان قاعدوں کے اور ان کی ترتیب کے پابند نہ تھے۔ القاب و آداب بالکل چھوڑ دیتے اور اول سطر سے مضمون شروع کرتے، کبھی لکھتے تو نئے مختصر موزوں القابات لکھتے تھے۔ مثلاً "میاں!" "برخوردار"، "بندہ پرور"، "مہاراج"، "پیرومرشد"، "بھائی صاحب"۔ اس سے زیادہ لکھا تو "میری جان کے چین میاں سرفراز حسین"۔ "میرے مہربان، میری جان، مرزا تفتہ سخن دان، کبھی سب غائب اور خط اس طرح شروع: "صاحب تم کیا چاہتے ہو؟" ۔۔۔۔ یا ۔۔۔۔ "مار ڈالا یار تیری جواب طلبی نے۔"
اسی طرح دعا، سلام اور اپنا نام اور تاریخ تحریر لکھنے کی بھی کوئی پابندی نہ تھی۔

(i) آپ کے خیال میں خط کے ضروری اجزا کون سے ہیں؟

جواب: میرے خیال میں خط کے ضروری اجزا یہ ہیں: مقام روانگی اور تاریخ، القاب و آداب، نفسِ مضمون، اختتامیہ، مکتوب نگار کا نام اور مکتوب الیہ کا پتا۔

(ii) آپ نے غالب کے خطوط پڑھے اُن کی زبان کیسی ہے؟

جواب: غالب کے خطوط نے آسان زبان کی بنیاد ڈالی۔ غالب کی مکتوب نویسی اور زبان کو جدید اُردو زبان کا سرچشمہ قرار دیا جاتا ہے۔ اُن کے خطوط کی زبان سادہ، عام فہم اور آسان ہے۔ سہل زبان میں مکالماتی انداز نے خطوط نویسی کو ایک نیا رنگ بخشا ہے۔

(iii) حامد حسن قادری نے غالب کے خطوط کی جو خصوصیات بیان کی ہیں ان کا خلاصہ لکھئے۔

جواب: حامد حسن قادری کے مطابق غالب کے نزدیک خط کا آنا صاحبِ خط کا آنا ہے۔ غالب نے مکتوب نگاری کو مکالماتی بنا کر تکلف سے آزاد کیا۔ وہ قدیم اور رسمی مکتوب نگاری کے کے پابند نہ تھے۔ ان کے خطوط پڑھ کر ایسا لگتا ہے جیسے خط لکھنے اور پڑھنے والا آمنے سامنے بیٹھ کر گفتگو کر رہے ہیں۔ نا قابل فہم القاب اور خطابات اور رسمی انداز مکتوب نگاری کو ترک کر کے انہوں نے مکتوب نگاری کو سلاست اور روانی بخشی۔ بے تکلفی، موقع و محل کے مطابق روزمرہ اور محاورہ کا مناسب استعمال ان کی مکتوب نگاری کی نمایاں خوبی ہے۔

(iv) قدیم دستورِ مکتوب نگاری کیا تھا؟

جواب: خط کے اجزا کی مکمل پابندی یعنی آداب والقاب، مزاج پرسی، خیریت نگاری، مشکل اور نا قابل فہم القابات کا استعمال، بے جا محاورے کا استعمال اور مشکل اور روایتی ادبی زبان کا استعمال قدیم مکتوب نگاری کے اہم عناصر تھے۔ انھیں ترک کرنا اُس زمانے میں بُرا سمجھا جاتا تھا۔

(v) خط کیوں لکھا جاتا ہے؟

جواب: ایک دوسرے کے حالات جاننے، خیریت کی اطلاع دینے یا مزاج پرسی کے لیے خط لکھا جاتا ہے۔

4

سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے خلاف کھلم کھلا جنگ کا آغاز کیا۔ فوجی طاقت سے برصغیر کے آزادی طلب عوام کو انگریزوں نے کچلا، مگر جذبہ حریت نہ دب سکا۔ 1857ء تک چنگاریاں چمکتی اور بجھتی رہیں۔ آخر مئی 1857ء کو چنگاری نے شعلہ بن کر فضا کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ آگ اور خون کا طوفان اٹھا، اس قیامت خیز ہنگامے میں عوام کا نقصان تو اتنا ہوا کہ جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے مگر کمزور عوام نے ایک مرتبہ استحصالی طاقت کو مزا تو چکھا ہی دیا۔ توپ و تفنگ نے مظلوم عوام کے تاریخ و ثقافت کے بھرے بھرے محل کھنڈر کر دیئے۔ لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ ملک کا نقشہ پلٹ دیا۔ اب کی مرتبہ یہاں کے قومی رہنماؤں نے سرد جنگ کے بعد معرکے کی تیاری کر لی۔ کانگرس، خلافت تحریک اور مسلم لیگ اسی جنگ کے ادارے بنے ان تنظیموں نے عملی حکمتوں سے عوام کو بیدار کیا۔ صفوں کو منظم بنایا اور دشمن کو للکارا اور نئے نئے مورچے بنائے۔ پہلی جنگ عظیم میں آزادی کے امکان ابھرے، دوسری جنگ عظیم کے بعد جِدوجُہد کامیابی کے قریب پہنچ گئی۔ اس مرحلے میں صدیوں حکومت کرنے والی قوم نے قائداعظمؒ کی قیادت میں علامہ محمد اقبالؒ کے خواب کی تعبیر ڈھونڈنا شروع کی۔ اس راہ میں خون کے سمندر اور آگ کے جنگل ملے اور قوم بسم اللہ کہہ کر آگے بڑھی۔ یہ پیش قدمی اللہ کی مدد اور ملت کے اتحاد، تنظیم اور ایمان، قائداعظمؒ کی بصیرت و تدبیر کی بدولت منزل تک پہنچنے کا ذریعہ بنی۔ اللہ نے وہ دن دکھایا کہ اللہ اکبر کی گونج میں آزادی کا سورج نکلا اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ اسلامی عقائد وافکار، اسلامی تہذیب و ثقافت، اسلامی قانون و نظام عدل و حکومت کے لیے اللہ نے اپنے محبوب نبی آخر الزماں ﷺ کے طفیل مسلمانوں کو ایک مرتبہ پھر سربلندی و افتخار سے نوازا۔

سوالات کے جواب

(i) سراج الدولہ اور ٹیپو شہید کے بارے میں ایک پیرا گراف لکھیے۔

جواب: سراج الدولہ 1756ء میں بنگال کے حکمران بنے۔ وہ تجارت کی آڑ میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے والے انگریز کی سازشوں سے آگاہ تھے۔ 1757ء میں پلاسی

کے مقام پر ان کی انگریزوں سے جنگ ہوئی۔ ان کے قریبی ساتھی میر جعفر کی غداری کی وجہ سے انھیں شکست ہوئی۔ بعد میں انھیں میر جعفر کے سپاہیوں نے گرفتار کیا اور میر جعفر کی حویلی میں ہی انھیں قتل کر دیا گیا۔ ٹیپو شہید میسور کے نواب حیدر علی کا بیٹا تھا۔ اس نے انگریز سامراج کے خلاف انفرادی اور اجتماعی طور پر بھرپور کوشش کی مگر اپنوں کی غداری کی وجہ سے اسے ناکامی ہوئی۔ سلطان ٹیپو کو "شیرِ میسور" کہا جاتا ہے۔ یہ فوجی راکٹ کا موجد تھا۔ سلطان ٹیپو نے 4 مئی 1799ء کو انگریزوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

(ii) 1857ء میں آزادی کے علم برداروں کا کیا نقصان ہوا؟ چند سطریں لکھیے۔

جواب: 1857ء میں آزادی کے علم برداروں کی جائیدادیں، املاک اور ثقافت کو بہت نقصان پہنچا۔ مسلمانوں کے علمی خزانے ملیامیٹ کر دیئے گئے۔ تاریخ و ثقافت کے محلات کھنڈر کر دیئے گئے جبکہ بہت سے لوگوں کو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔

(iii) علامہ اقبالؒ کے خواب سے کیا مراد ہے؟

جواب: علامہ محمد اقبالؒ کے خواب سے مراد ایک ایسے خطہ زمین یا مملکت کا حصول ہے جہاں مسلمان اسلامی عقائد، تہذیب و ثقافت کے مطابق آزاد زندگی بسر کر سکیں۔ مجموعی طور پر "قیامِ پاکستان" علامہ اقبالؒ کا خواب تھا جسے 1947ء میں قائداعظم اور مسلمانانِ ہند کی کوششوں سے تعبیر ملی۔

(iv) سرد جنگ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ہتھیاروں کی بجائے سخت رویوں، جارحانہ حکمتِ عملی، زبان و بیان کی مدد سے کی جانے والی لڑائی "سرد جنگ" کہلاتی ہے۔ اس جنگ میں فریقین کے مابین دھونس، دھمکی اور سخت بیانات کا تبادلہ ہوتا ہے۔

(v) تہذیب و ثقافت سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟

جواب: تہذیب و ثقافت سے مراد وہ رسم و رواج، طور طریقے اور عقائد ہیں جن کے تحت ہم زندگی بسر کرتے ہیں۔ تہذیب و ثقافت زندگی کا بنیادی اصول ہے۔ اس میں وہ تمام روایات، رہن سہن کے طور طریقے اور عادات و اطوار شامل ہیں جو ہماری زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

(vi) اس عبارت کا موزوں عنوان تحریر کریں۔

جواب: تحریکِ آزادی کا پس منظر

5

مادرِ ملت فاطمہ جناحؒ مرحومہ پاکستان کی بانی نہیں تو قائداعظمؒ کی دستِ راست اور جانثار بہن ہونے کے ساتھ ساتھ جنگِ آزادی کے ہراول دستے میں خواتین کی رہنما بہر حال ضرور تھیں۔ بلند کردار، جفاکش بہن گھر کی چار دیواری میں عظیم بھائی کی محافظ و نگہبان، ذہنی سکون اور کارِ سیاست و قیادت میں معاون، میدانِ عمل میں مسلم خواتین کے لیے نشانِ عزم و استقلال، جہادِ حریت کے ہر مرحلے میں انھیں بھائی کا آئینہ دیکھا گیا۔ وہی ہمت و جرأت، وہی خلوص و جفاکشی، ملت پر قربان اور اصولوں پر ثابت قدمی۔ لوگ ان سے محبت بھی کرتے تھے اور ان کے ادب و احترام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہونے دیتے تھے۔

قیامِ پاکستان کے بعد محترمہ فاطمہ جناحؒ نے ایک مثالی ماں کی طرح ملک و ملت کے لیے محنت کی۔ ہر وقت مصروفِ عمل ہمہ وقت چوکس، صبح و شام، نظریہ، مقصد اور شاندار نتائج کی نگہداشت، ہر جگہ سائے کی طرح بھائی کے ساتھ اور ہر مرحلے میں قوم کی ہم آواز۔ قائداعظمؒ کی وفات نے ان کی عزت و محبوبیت میں بے حد اضافہ کر دیا۔ مرد و زن، چھوٹے بڑے ان سے آرزوئیں وابستہ کر چکے تھے اور وہ بھی ہر مناسب موقع پر قوم سے بات کرتی تھیں۔ بھائی کے جذبے سے سرشار اور ملک و ملت کی محبت سے لبریز، گونج دار آواز میں حکومت و عوام کا احتساب کرتی تھیں۔ کارواں کو حرارت و حرکت، روشنی، بیداری اور ہوشمندی کا پیام دیتی تھیں۔ قوم کا دل ان کے وجود سے مضبوط اور وطن کو اُن کے وجود سے سہارا تھا۔ وہ دنیا بھر کی عورتوں میں صفِ اول کی رہنما خاتون تسلیم کی گئی ہیں۔ اللہ ان پر رحمتوں کے پھول برساتا رہے۔ آمین!

سوالات کے جواب

(i) "قیامِ پاکستان میں خواتین کا حصہ مردوں کے برابر ہے"۔ اس عنوان پر پانچ سطور لکھیں۔

جواب: قیامِ پاکستان میں خواتین نے مردوں کے شانہ بشانہ بھرپور کردار ادا کیا۔ محترمہ فاطمہ جناحؒ نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کی ہمت بندھانے اور کارِ سیاست و قیادت میں ہر طرح کا تعاون کیا۔ رعنا لیاقت علی اور دیگر خواتین نے ہندوستان بھر کے مسلم اکثریتی علاقوں کے دورے کیے اور مسلم خواتین میں جذبہ حریت ابھارنے کی کوشش کی۔ مسلم خواتین رہنماؤں کی ترغیب پر عام مسلم خواتین نے اپنے شوہروں، بیٹوں اور خاندان کے مردوں کو تحریکِ آزادی کا حصہ بنایا۔

(ii) دستِ راست اور ہراول دستے سے کیا مراد ہے؟

جواب: دستِ راست کا معنی ہے دایاں ہاتھ۔ یہ اصطلاح عام طور پر وفادار ساتھی اور ہر معاملے میں معاونت اور مدد کرنے والے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ فاطمہ جناحؒ نے ہر کام میں قائداعظم کا ساتھ دیا اس لیے انھیں قائداعظم کی دستِ راست کہا جاتا ہے۔ "ہراول دستہ" فوج کے سب سے آگے چلنے والے دستے کو کہتے ہیں۔ اس دستے کا کام دشمن کی پیش قدمی پر نظر رکھنا اور اس سے فوجی کمان کو آگاہ کرنا ہے۔

(iii) ماں کے فرائض و کردار کیا ہیں اور محترمہ مادرِ ملت کا مرتبہ کیا ہے؟

جواب: ماں کا فرض بچوں کی تربیت، نگہداشت اور تعلیم و تربیت ہے۔ ماں بچوں کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتی۔ ماں بچوں کا اخلاق سنوارنے اور انھیں معاشرے کا بہترین فرد بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ محترمہ مادرِ ملت فاطمہ جناح نے عملی انداز میں قوم کی ماں کا کردار ادا کیا۔ وہ قوم اور ملک سے بے انتہا محبت کرتی تھیں۔ وہ ایک ماں کی طرح قوم سے مخاطب ہوتیں اور اولاد کی طرح قوم سے بازپرس کرتیں۔ قیام پاکستان اور اس کے بعد ہر معاملے میں ان کا کردار ناقابل فراموش ہے۔

(iv) احتساب سے کیا مراد ہے؟

جواب: احتساب سے مراد جواب طلب کرنا، حساب لینا یا بازپرس کرنا ہے۔ کسی قوم کے افراد، رہنماؤں اور حکمرانوں سے انفرادی اور اجتماعی عمل پر 'جواب طلبی' یا پوچھ گچھ کو احتساب کہتے ہیں۔

(v) مادرِ ملت کا سب سے بڑا کارنامہ کیا تھا؟

جواب: مادرِ ملت کا سب سے اہم کارنامہ قیام پاکستان کے لیے کوشاں " قائدِ اعظم محمد علی جناح" کی ہمت بندھانا، دیکھ بھال کرنا اور ذہنی سکون کا خیال رکھنا اور کارِ سیاست میں ان کی معاونت کرنا تھا۔ یہ کام انھوں نے خوش اسلوبی سے کیا۔ یہی وجہ ہے کہ قائدِ اعظم کی تمام تر توجہ اپنے مقصد پر رہی اور پاکستان وجود میں آگیا۔

⑥

مختلف انسان مختلف زبانیں بولتے ہیں۔ زبانوں کو ان کے ماہرین نے مختلف خاندانوں پر تقسیم کر رکھا ہے۔ ان میں دو خاندان بہت مشہور ہیں۔ ایک سامی اور دوسرا آریائی۔ سامی خاندان میں عربی اور عبرانی وغیرہ زبانیں شامل ہیں۔ آریائی خاندان میں نہ صرف پاکستان اور ہندوستان کی بہت سی زبانیں شامل ہیں بلکہ یونانی، اطالوی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں کا شمار بھی اسی خاندان میں ہوتا ہے۔ دراصل آریائی خاندان زبانوں کا بہت بڑا خاندان ہے اور اس سلسلے کا کوئی دوسرا خاندان اس کی وسعت کی برابری نہیں کر سکتا۔ زبانوں کے آریائی خاندان کی شعاعیں پاکستان، ہندوستان، ایران، انگلستان اور یورپ کے مختلف ممالک تک پھیلی ہوئی ہیں۔

سوالات کے جواب

(i) زبانوں کے دو مشہور خاندان کون سے ہیں؟

جواب: زبانوں کے دو مشہور خاندان "سامی" اور " آریائی" ہیں۔

(ii) عربی اور انگریزی زبانوں کے کس خاندان سے تعلق رکھتی ہیں؟

جواب: عربی زبان سامی خاندان سے جب کہ انگریزی زبان آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔

(iii) آریائی خاندان کی جن زبانوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کے نام لکھیے۔

جواب: یونانی، اطالوی، جرمن، فرانسیسی، انگریزی اور اُردو۔

(iv) دنیا کے کون کون سے ممالک ایسے ہیں جہاں آریائی خاندان کی زبانیں بولی جاتی ہیں؟

جواب: پاکستان، ہندوستان، یونان، اٹلی، جرمنی، فرانس، برطانیہ، ایران اور یورپ کے بہت سے ممالک میں آریائی خاندان کی زبانیں بولی جاتی ہیں۔

(v) ہماری قومی زبان کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے؟

جواب: ہماری قومی زبان آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔

7

ہم عصروں اور ہم چشموں کی رقابت پرانی چیز ہے اور ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ جہاں تک مجھے ان سے گفتگو کا موقع ملا اور بعض اوقات چھیڑ چھیڑ کر اور کرید کرید کر دیکھا اور ان کی تحریروں کے پڑھنے کا اتفاق ہوا مولانا اس عیب سے بَری معلوم ہوتے ہیں۔ محمد حسین آزادؔ نے مولانا شبلی کی کتابوں پر کیسے اچھے تبصرے لکھے ہیں اور جو باتیں قابل تعریف تھیں ان کی دل کھول کر داد دی ہے مگر ان بزرگوں میں سے کسی نے مولانا کی کسی کتاب کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ لاہور میں کرنل ہالرائیڈ کی زیرِ ہدایت جو جدید رنگ کے مشاعرے ہوئے ان میں آزاد اور حالی دونوں نے طبع آزمائی کی۔ برکھارت، حبِ وطن، نشاطِ امید اسی زمانے کی نظمیں ہیں۔ آزاد اپنے رنگ میں بے مثل "نثّار" ہیں۔ مگر شعر کے کوچے میں ان کا قدم نہیں اٹھتا۔ لیکن مولانا کی انصاف پسندی ملاحظہ کیجیے کہ کیسے صاف لفظوں میں اس نئی تحریک کا سہرا آزادؔ کے سر باندھا ہے۔

(i) مندرجہ بالا اشعار کا مناسب عنوان تجویز کیجیے۔

جواب: حالی کی تنقید نگاری

(ii) اس عبارت میں مولانا سے مراد کون ہیں؟

جواب: اس عبارت میں مولانا سے مراد " مولانا الطاف حسین حالی" ہیں۔

(iii) مولانا کس عیب سے بری تھے؟

جواب: مولانا ہم عصروں اور ہم چشموں کی رقابت کے عیب سے بری تھے۔

(iv) جدید رنگ کے مشاعروں میں کس قسم کی نظمیں پڑھی جاتی تھیں۔

جواب: جدید رنگ کے مشاعروں میں مصرع کی بجائے عنوان کے مطابق لکھی گئی برکھارت، برسات اور نشاط امید جیسی نظمیں پڑھی جاتی تھیں۔

(v) نثّار کے معنی لکھئے۔

جواب: نثّار کا معنی ہے ''نثر نگار''۔ نثر کی کسی بھی صنف یعنی افسانہ، مضمون، کہانی لکھنے والے کو ''نثّار'' کہا جاتا ہے۔

(vi) ''مگر شعر کے کوچے میں ان کا قدم نہیں اٹھتا'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: مولانا محمد حسین آزاد اردو کے ارکانِ خمسہ میں شامل ہیں اور انھیں بہترین انشاپرداز، مضمون نگار اور نثر نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس جملے میں ان سے متعلق رائے دی جا رہی ہے کہ وہ بہترین نثر نگار ہیں مگر فنِ شعر گوئی پر انھیں مہارت حاصل نہیں ہے۔

(vii) تبصرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ادب میں کسی تحریر، مقالے، مضمون یا صنفِ ادب پر سیر حاصل گفتگو کو تبصرہ کہتے ہیں۔ تبصرے میں متعلقہ چیز کی فنی خوبیوں، خامیوں اور معیار پر گفتگو کی جاتی ہے اور تمام پہلوؤں کا مکمل جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

(viii) داد دینا سے کیا مراد ہے؟

جواب: داد دینا سے مراد شاباش دینا یا تعریف کرنا ہے۔ کسی شعر پر دی جانے والی شاباش ''داد'' کہلاتی ہے۔

8

اسلام نے لفظ قوم کے معنی بدل دیے ہیں۔ اسلام سے پہلے کے تمام قومی سلسلے تمام قومی رشتے، نسل یا علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن اسلام نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تحت ایک نیا روحانی بلکہ خدائی قومی رشتہ قائم کر دیا۔ اسلام کسی سے نہیں پوچھتا کہ وہ ترک ہے یا تاجیک، وہ افریقہ کا رہنے والا ہے یا عرب کا، وہ چین کا باشندہ ہے یا ماچین کا، پاکستان میں پیدا ہوا ہے۔ پاکستان میں پیدا ہوا ہے یا ہندوستان میں، وہ کالے رنگ کا ہے یا گورے رنگ کا، بلکہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول ﷺ کی رسالت کو مان لیا وہ ایک رشتے میں بندھ گیا۔ جس سے اچھا اور پیارا رشتہ اور کوئی نہیں ہے۔

(i) اسلام نے لفظ قوم کو کتنی وسعت دی ہے؟

جواب: اسلام نے لفظ قوم کو بہت وسعت دی ہے۔ اسلام نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے والے تمام افراد ایک لڑی میں پرو کر ''قوم'' کا حقیقی تصور پیش کیا ہے جس میں جغرافیے اور علاقائیت کی کوئی اہمیت نہیں۔

(ii) کیا اسلام میں نسل اور علاقے کا امتیاز جائز ہے؟

جواب: نہیں، اسلام میں نسل اور علاقے کا امتیاز جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان رکھنے والے تمام افراد برابر ہیں چاہے ان کا تعلق کسی علاقے یا نسل سے ہو۔

(iii) کیا اسلام میں ترکی کے مسلمان، چین کے مسلمان اور پاکستان کے مسلمان کے درمیان امتیاز قائم ہوگا۔

جواب: اسلام میں ترکی، چین اور پاکستان کے مسلمان کے مابین کوئی امتیاز نہ ہوگا۔ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے والا مسلمان چاہے کسی بھی خطے یا علاقے سے تعلق رکھتا ہو برابر ہے۔

(iv) کیا گورے مسلمان کو کالے مسلمان پر کوئی فوقیت حاصل ہے؟

جواب: نہیں گورے مسلمان کو کالے مسلمان پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کی رُو سے مسلمانوں میں فوقیت کی بنیاد صرف تقویٰ ہے۔

(v) اس عبارت کا مناسب عنوان لکھیں۔

جواب: اس عبارت کا عنوان ہے: ''اسلام کا تصور قومیت'' اسلامی مساوات

9

سکون کے وقت سمندر کا دیدار آنکھوں کو فرحت بخشنے والی چیز ہے۔ تختہ جہاز پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو لہروں کا ایک لاتعداد سلسلہ نظر آتا ہے، جو ہوا کے نرم نرم جھونکوں کے اثر سے سمندر پر قریب قریب ہر وقت آتے رہنے سے ایک دوسرے کے پیچھے حلقے بناتا چلا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لہریں ایک دوسری کے پیچھے دوڑ رہی ہیں۔ صبح کے وقت جب آفتاب نکلتا ہے اور اچھلتی ہوئی لہروں کی سفید جھاگ پر اس کی کرنیں پڑتی ہیں تو قوسِ قزح کے سارے رنگ دفعتاً شفاف پانی کے تختوں پر چمک جاتے ہیں اور دور افق کے قریب تو سنہری روپہلی فرش بچھا نظر آتا ہے۔ گویا شاہِ خاور کے خیر مقدم کا سامان ہو رہا ہے۔

(i) سکون کے وقت سمندر کا نظارہ کیسا ہوتا ہے؟

جواب: سکون کے وقت سمندر کا نظار قابل دید اور آنکھوں کو فرحت بخشنے والا ہوتا ہے۔ اس وقت سمندر کو دیکھنے سے دل و دماغ کو ٹھنڈک ملتی ہے۔

(ii) تختہ جہاز سے سمندر کیسا نظر آتا ہے؟

جواب: تختہ جہاز سے سمندر میں لہروں کا ایک لاتعداد سلسلہ نظر آتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہوا ان کے نرم جھونکوں کی بدولت لہروں کے لگاتار حلقے بن رہے ہیں۔

(iii) صبح کے وقت سمندر کا منظر کیسا ہوتا ہے؟

جواب: صبح کے وقت سمندر کا منظر بہت دلفریب ہوتا ہے۔ طلوعِ آفتاب کے بعد جب سورج کی کرنیں سمندر کی لہروں پر پڑتی ہیں تو لہروں کی سفید جھاگ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے قوسِ قزح کے رنگ پھیل گئے ہوں۔

(iv) دور افق کے قریب کیا نظر آتا ہے۔

جواب: دور افق کے قریب سنہری روپہلی فرش بچھا نظر آتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے سورج کے استقبال کی تیاریاں جاری ہیں۔

(v) ''شاہ خاور'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: شاہ خاور کا مطلب ہے ''شاہِ شرق یعنی مشرق کا بادشاہ'' عام طور پر سورج کو شاہِ خاور کہا جاتا ہے۔

10

انتخاب کتب ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس کے لیے اس طرح کی احتیاط اور غور و فکر کی ضرورت ہے جس طرح کہ دوستوں کے انتخاب کے لیے۔ جس طرح ایک اچھے اور نیک چال چلن کا مالک انسان اپنے دوست کو بُرائی سے بچا لیتا ہے اور ایک بُرا دوست اپنی بدکرداری کی وجہ سے دوسرے دوست کو بھی تباہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح اچھی کتابیں دل و دماغ اور عادات و اطوار پر اچھا اثر ڈالتی ہیں اور مخربِ اخلاق کتابیں طبیعت کو بُرائی کی طرف مائل کرتی ہیں۔ اسی طرح بُری کتابیں کا مطالعہ پڑھنے والے کی اخلاقی موت کا باعث بنتا ہے۔ مشاہیرِ زمانہ کی سوانح عمریاں، سفر نامے، تاریخی اور مذہبی کتب اور جدید معلومات پر لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ انسان اور خصوصاً طالبِ علم کے لیے بہت مفید ہے۔ اخلاقی کتابوں کے مطالعے سے اخلاق بلند ہوتا ہے۔

(i) کتابوں کے انتخاب میں کس چیز کی ضرورت ہے؟

جواب: کتابوں کے انتخاب میں اسی طرح کے احتیاط اور غور و فکر کی ضرورت ہے۔ جس طرح دوستوں کے انتخاب میں احتیاط اور غور و فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ii) برا دوست کیا نقصان پہنچاتا ہے؟

جواب: بُرا دوست اپنی بدکرداری سے اپنے دوست کے اخلاق پر برا اثر ڈالتا ہے اور اخلاقی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

(iii) خراب کتابیں پڑھنے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

جواب: خراب کتابیں پڑھنے سے انسان کی طبیعت برائی کی طرف مائل ہوتی ہے اور اس کی اخلاقی موت واقع ہو جاتی ہے۔

(iv) طالب علم کے لیے کون سی کتابیں مفید ہیں؟

جواب: طالب علم کے لیے مشائخ زمانہ کی سوانح عمریاں، سفر نامے، تاریخ، مذہب اور جدید معلومات پر مبنی کتب مفید ہیں۔

(v) مخرب اخلاق سے کیا مراد ہے؟

جواب: مخرب اخلاق سے مراد اخلاق کی خرابی کا باعث بننے والی چیزیں ہیں۔ اس عبارت کی رُو سے وہ کتب جو انسان کے اخلاق کو تباہ کرتی ہیں '' مخربِ اخلاق'' کہلاتی ہیں۔

11

مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دورِ اقتدار میں ہندو اور مسلمان ساتھ ساتھ رہے۔ انھوں نے ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھا۔ ہندوؤں کی بعض رسمیں مسلمانوں میں رائج ہوئیں اور بعض اسلامی تصورات ہندوؤں میں مقبول ہوئے۔ لیکن ہندو اور مسلمان آپس میں جذب ہو کر ایک معاشرہ نہ بن سکے۔ ہندو مسلمان عموماً الگ الگ محلوں میں رہتے تھے۔ ہندو معاشرہ ذات پات کے بندھنوں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس لیے نہ تو ہندو آپس میں متحد ہوتے تھے نہ مسلمانوں کی طرف خلوصِ دل سے ہاتھ بڑھاتے تھے۔ اگرچہ مسلمان اور ہندو دونوں قومیں ایک خطہ ارض میں رہتی تھیں، لیکن مسلمانوں کی رواداری کے باوجود ہندوؤں کے معاشرتی اور مذہبی تعصبات پختہ ہوتے گئے۔ باہمی میل جول اور یگانگت کا خاصا فقدان رہا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی یہ الگ الگ حیثیت پورے اسلامی دور میں نمایاں رہی۔ اس صورت حال کو پاکستان کی مخصوص اصطلاح میں "دو قومی نظریہ" کہا جاتا ہے۔

(i) ہندوؤں اور مسلمانوں نے ایک ساتھ رہ کر ایک دوسرے سے کیا سیکھا

جواب: ہندوؤں اور مسلمانوں نے ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھا۔ ہندوؤں کی بعض رسمیں مسلمانوں نے اپنا لیں جب کہ مسلمانوں کے کئی تصورات ہندوؤں میں رائج ہوئے۔

(ii) ہندوؤں اور مسلمانوں کے آپس میں تعلقات کیسے رہے؟

جواب: اگرچہ مسلمان اور ہندو ایک ہزار سال تک اکٹھے رہے۔ ان کا جینا مرنا ایک ساتھ تھا مگر اس کے باوجود وہ ایک معاشرہ نہ بن سکے۔ مسلمانوں کی رواداری کے باوجود ہندوؤں کا معاشرتی اور مذہبی تعصب پختہ ہوتا گیا جس وجہ سے دونوں قوموں کے درمیان یگانگت کا ہمیشہ فقدان رہا۔

(iii) ہندو معاشرہ آپس میں کیوں متحد نہ ہو سکا؟

جواب: ہندو معاشرہ ذات پات کے بندھنوں میں جکڑا ہوا تھا۔ بڑی ذات والے چھوٹی ذات والوں سے میل جول برا تصور کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آپس میں متحد نہ ہو سکے۔

(iv) مسلمانوں نے ہندوؤں پر کتنا عرصہ حکومت کی؟

جواب: مسلمانوں نے ایک ہزار سال تک ہندوؤں پر حکومت کی۔

(v) دو قومی نظریہ کیا ہے؟

جواب: ہندوستان میں مسلم اور ہندو دو قومیں آباد ہیں۔ دونوں قومیں مذہبی، معاشرتی، ثقافتی اور عقائد و نظریات کے اعتبار سے جداگانہ حیثیت رکھتی ہیں۔ دونوں قوموں کا یہ باہمی امتیاز اصطلاح میں دو قومی نظریہ کہلاتا ہے۔

12

دنیا کے ادب میں ڈراما ایک نہایت قدیم صنف ہے۔ اُردو میں ڈرامے کی ابتدا 1853ء میں امانت کی "اندر سبھا" سے ہوتی ہے۔ لیکن جدید ڈرامے کا تصور بعد میں انگریزی وساطت سے آیا۔ اردو ڈرامے کے پیش رو کی حیثیت سے "رہس" کا ذکر ضروری ہے۔ اس دور میں ڈرامے پر شاعری، رقص و سرود اور موسیقی کا غلبہ تھا۔ انیسویں صدی کے آخر تک یہی سلسلہ رہا۔ بعد میں آغا حشر نے کچھ انگریزی ڈراموں کے ترجموں اور کچھ طبع زاد ڈراموں سے اس میں زندگی کا حقیقی خون دوڑانے کی کوشش کی۔ بیسویں صدی کے پہلے ربع میں مقفیٰ مکالموں کا زور رہا بلکہ عبدالحلیم شررؔ نے انگریزی کے تتبع میں نظم معریٰ کی صورت میں چند ڈرامائی نمونے پیش کیے۔ دوسرے ربع کے ڈراما نگاروں کے ہاتھوں ڈراما زندگی اور عوام سے قریب تر ہوتا گیا۔ اس زمانے میں امتیاز علی تاج نے اپنا معروف ڈراما "انار کلی" لکھا۔ ان کے ہم عصر ڈراما نگاروں میں عابد اور میرزا ادیب بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

<u>سوالات کے جواب</u>

(i) اس عبارت کا عنوان تحریر کریں۔

جواب: " اردو ڈرامے کا ارتقا"

(ii) اردو ڈرامے کا ذکر کرتے ہوئے رہس کا ذکر کیوں ضروری ہے؟

جواب: "رہس" واجد علی شاہ نے 1843 میں پیش کیا جب کہ "اندر سبھا" 1853 میں پیش کیا گیا۔ اس لیے 'رہس' اردو ڈرامے کا پیش رُو ہے اور اردو ڈرامے کا ذکر کرتے ہوئے اس کا ذکر ضروری ہے۔

(iii) وہ کون سا دور تھا جس میں اردو ڈرامے پر شاعری اور رقص و سرود کا غلبہ تھا۔

جواب: 19ویں صدی کے وسط سے آخر تک یعنی واجد علی شاہ کے "رہس" اور امانت کے "اندر سبھا" کے دور میں اردو ڈرامے پر شاعری اور رقص و سرود کا غلبہ تھا

(iv) مقفیٰ مکالمے سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسا مکالمہ جن میں قافیے کا اہتمام کیا جائے "مقفیٰ مکالمہ" کہا جاتا ہے۔

(v) طبع زاد ڈراما کیا ہوتا ہے؟

جواب: ذاتی خیال، پلاٹ اور کرداروں کے ذریعے تخلیق کیا جانے والا ڈراما "طبع زاد" کہلاتا ہے۔

13

قائدِ اعظمؒ ہمیشہ سے ایماندار، باہمت، نڈر اور مستقل مزاج انسان تھے۔ ان کا دامن لالچ اور ہوس سے پاک تھا۔ وہ کسی جج یا ساتھی وکیل سے بھی اپنی شان کے خلاف کوئی لفظ سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ نامساعد حالات میں گھبراتے نہیں تھے اور نہ کبھی دغا اور فریب سے کام لیتے تھے۔ ان کی سیاست صاف ستھری اور پاکیزہ تھی۔ وہ سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے توڑ پھوڑ اور خلافِ قانون اقدامات کے سخت مخالف تھے۔ جس بات کو حق سمجھتے اس کے بارے میں کسی سے سمجھوتا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی مصلحت کوشی سے کام لیتے تھے۔ خوش پوشی کا انھیں بے حد شوق اور سلیقہ تھا جو آخر تک قائم رہا۔ ہندوستان کے کتنے ہی وائسرایوں نے ان کی خوش پوشی کی تعریف کی۔ ان کی زندگی کے آخری چند سالوں میں ان کی شہرت بامِ عروج پر پہنچ گئی۔ پاکستان کا قیام ان کا عظیم کارنامہ ہے۔

(i) قائدِ اعظمؒ کیسے انسان تھے؟

جواب: قائدِ اعظم ایک ایمان دار، بہادر، حوصلہ مند، نڈر اور مستقل مزاج انسان تھے۔ ان کی ذات لالچ، ہوس اور دھوکہ دہی جیسی خامیوں سے پاک تھی۔

(ii) قائدِ اعظم کا سیاسی رویہ کیسا تھا؟

جواب: قائدِ اعظمؒ کا سیاسی رویہ بہت شفاف اور نفیس تھا۔ وہ سیاست میں تشدد، توڑ پھوڑ غیر قانونی اقدامات کے سخت خلاف تھے۔ وہ حق بات کہنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے نہ اس پر مصلحت سے کام لیتے تھے۔

(iii) قائدِ اعظمؒ کا عظیم کارنامہ کون سا ہے؟

جواب: قائدِ اعظمؒ کا عظیم کارنامہ ''قیامِ پاکستان'' ہے۔ قیامِ پاکستان کے لیے انھوں نے نہ صرف اپنی قائدانہ صلاحیت سے مسلمانوں کو ایک پرچم تلے جمع کیا بلکہ ہند وانگریز گٹھ جوڑ کر مقابلہ کرتے ہوئے قیامِ پاکستان کے مقصد کو پورا کیا۔

(iv) ہندوستان کے وائسریوں نے قائدِ اعظمؒ کے کس وصف کی تعریف کی ؟

جواب: ہندوستان کے وائسرایوں نے قائدِ اعظم کی ''خوش پوشی'' کی تعریف کی۔

14

اقبال کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ ایک باعمل شاعر تھے۔ انھوں نے شعر کے ذریعے اسلامی تعلیمات، حسنِ اخلاق، خودی، فقر درویشی اور مغرب سے بیزاری کی تلقین کی اور اپنے عمل کے ذریعے اس کا ثبوت مہیا کیا۔ انھوں نے مسلمانوں کی سیاسی جدو جُہد میں اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق شرکت کی۔ گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے یورپ کا سفر کیا۔ اسلامی کانفرنس میں شرکت کے لیے فلسطین گئے۔ نیز اسلامی افکار اور فلسفہ کی اشاعت کے لیے ہندوستان کے مختلف علاقوں دہلی، حیدر آباد، دکن مدراس اور بنگلور وغیرہ کے دورے کیے۔ مسلمانوں کے اصرار پر پنجاب اسمبلی میں مسلمانوں کے حقوق کے لیے انتخابات میں حصہ لیا اور تین سال اسمبلی میں مسلمانوں کے حقوق کی جنگ لڑی۔ حتیٰ کہ اسلام کے نفاذ کے لیے ایک الگ خطہ زمین کے حصول کی راہ دکھائی۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کو آزادی اور تعمیرِ نو کا ولولہ تازہ عطا کیا۔

سوالات کے جواب

(i) اس عبارت کا مناسب عنوان تحریر کیجیے۔

اقبال اور تحریکِ آزادی ''اقبال کی انفرادیت''

(ii) اقبالؒ نے شعر کے ذریعے ہمیں کیا تلقین کی ہے ؟

علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی شاعری کے ذریعے اسلامی تعلیمات، خودی، فقر، درویشی اور مغرب سے بیزاری کی تلقین کی اور اپنے عمل سے اس کا ثبوت مہیا کیا۔

(iii) اقبالؒ نے اسلامی افکار کی اشاعت کے لیے کن علاقوں کا دورہ کیا؟

علامہ محمد اقبالؒ نے اسلامی افکار کے لیے دلّی، بنگلور، حیدر آباد، دکن، مدراس اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں کے سفر کیا اور مسلمانوں کو آزادی اور تعمیر کا ولولہ تازہ عطا کیا۔

(iv) علامہ اقبالؒ نے انتخابات میں کیوں حصہ لیا؟

علامہ محمد اقبالؒ نے مسلمانوں کے اصرار اور مطالبے پر پنجاب اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لیا۔

(v) علامہ محمد اقبالؒ کتنا عرصہ رُکنِ اسمبلی رہے ؟

علامہ محمد اقبالؒ تین سال تک رکنِ اسمبلی رہے اور مسلمانوں کے حقوق کی جنگ لڑی۔

15

ملکہ کی اس دلدوز اور ولولہ انگیز تقریر سے سب امیروں وزیروں کی رگِ حمیت بیدار ہوگئی اور سب نے تہیہ کر لیا کہ وطن کی حفاظت میں اپنے خون کا ایک ایک قطرہ نثار کر دیں گے۔ شاہی فوج کی آمد کی خبریں برابر احمد نگر پہنچ رہی تھیں۔ چاند بی بی نے فوج کی ترتیب و تنظیم کا سارا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا اور سارے انتظام مکمل کر کے دشمن کی آمد کا انتظار کرنے لگی۔ بالآخر شاہی فوج آئی، احمد نگر پر حملہ کیا۔ لیکن احمد نگر والوں نے شاہی فوج کا مقابلہ اتنی ہمت اور دلیری سے کیا کہ اس کے دانت کھٹے ہوگئے۔

(i) ملکہ کی تقریر نے کیا اثر پیدا کیا؟

جواب: چاند بی بی حسین نظام دکن کی بہادر بیٹی تھی۔ وہ بیجاپور اور احمد نگر کی ملکہ تھی۔ اس نے بادشاہ اکبر کی طرف سے احمد نگر پر یلغار کے لیے بھیجے جانے والے لشکر کے خلاف احمد نگر کے وزرا، عوام اور امرا کو متحد کیا۔ اور اپنے قائدانہ اور جوشیلے انداز میں ایسی تقریر کی جس نے سب لوگوں میں جذبہ قربانی بیدار کر دیا۔ لوگوں کی غیرت جاگ اٹھی اور انہوں نے تہیہ کیا کہ وہ ملک کی حفاظت کے لیے اپنی جان کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں گے۔

(ii) چاند بی بی نے احمد نگر کو بچانے کے لیے کیا تدابیر اختیار کیں ؟

جواب: چاند بی بی نے نفسیاتی اور اعصابی طور وزرا اور امرا کو مضبوط کیا اور لشکر کی ترتیب و تنظیم کا سارا انتظام ہاتھ میں لے کر موثر حکمت عملی ترتیب دی تاکہ نہ صرف وطن کی حفاظت کی جاسکے بلکہ دشمن کو بھی شکست دی جائے۔

(iii) شاہی فوج کے حملے کا کیا انجام ہوا؟

جواب: شاہی فوج نے احمد نگر پر بھرپور حملہ کیا مگر ملکہ کی بہترین حکمتِ عملی اور احمد نگر کی متحد فوج نے شاہی فوج کا مقابلہ دلیری اور ہمت سے کیا کہ اس کے دانت کھٹے ہو گئے اور اسے شکستِ فاش ہوئی۔

16

یہ سچ ہے کہ ہے قوم میں قحطِ انساں	نہیں قوم کے ہیں سب افراد یکساں
سفال و خزف کے ہیں انبار گریاں	جواہر کے ٹکڑے بھی ہیں ان میں پنہاں
چھپے سنگریزوں میں گوہر بھی ہیں کچھ	ملے ریت میں ریزۂ زر بھی ہیں کچھ

(i) ان اشعار کا مرکزی خیال تحریر کریں۔

جواب: معاشرہ صرف برے لوگوں پر ہی مشتمل نہیں۔ معاشرے میں اچھے اور بُرے دونوں طرح کے لوگ موجود ہیں۔ اچھے لوگوں کو تلاش کرنے کے لیے توجہ کی ضرورت ہے۔

(ii) قوم میں قحطِ انسان ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: قوم میں اچھے انسانوں کی قلت ''قحط انسان'' کہلاتی ہے۔ جب قوم میں بُرے لوگوں کی بہتات ہو جائے اور اچھے لوگ کم ہو جائیں تو قوم میں قحط انسان ہو جاتا ہے۔

(iii) سفال و خزف سے کیا مراد ہے؟

جواب: سفال و خزف سے مراد مٹی کی ٹھیکری، کنکر اور پتھر ہے۔ شاعر نے ان اشعار میں برے لوگوں کو '' سفال و خزف'' کہا ہے۔

(iv) ''چھپے سنگریزوں میں گوہر بھی ہیں کچھ'' اس مصرعے کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: اس مصرعے کا مطلب ہے کہ معاشرے میں برے لوگوں کے درمیان اچھے لوگ بھی موجود ہیں جنھیں تلاش کرنے کے لیے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ہیرا یا سونا تلاش کرنے کے لیے مٹی میں ہاتھ ڈالنے پڑتے ہیں معاشرے میں موجود اچھے لوگوں کو بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔

(v) ان اشعار میں قافیوں کی نشاندہی کیجیے اور بتائیے کہ ان کو ترتیب کیونکر دیا گیا ہے؟

جواب: ''انساں، یکساں، گریاں، پنہاں، گوہر، ریزۂ زر قافیے ہیں۔ اشعار میں وزن اور ترنم پیدا کرنے کے لیے قافیے ترتیب دیئے گئے ہیں۔

(vi) اردو کی بعض نظمیں قافیوں کی اس ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ آپ ان میں سے کن کن سے واقف ہیں؟

جواب: گھروں کے نام، شان تقویٰ اس ترتیب کے قافیوں پر مشتمل ہیں۔

17

منعموں کے گھر میں آج اور کل	ہیں پڑے پردے دھکے ہے منقل
اس پر جاڑے سے ہے یہ ان کا حال	ناک سے چھوٹتا نہیں رومال
چھینکنا جاڑے کا جو چھینکیں ہیں	اک سخن ہے تو لاکھ چھینکیں ہیں
اہل حرفہ یہ کیجیے جو نگاہ	کاروبار ان کا ہو گیا ہے تباہ
پیٹ کر سر کہے ہے بھٹیارا	ہائے اب کیا کروں میں بے چارہ
سقا بولے ہے بھر کے آنکھوں میں اشک	یارو! پانی نکالو چیر کے مشک
غرض ایسی ہی کچھ پڑی ہے ٹھنڈ	مٹ گیا زمہریر کا بھی گھمنڈ
سودا آخر ہے سردی کا مذکور	شعر بھی گر خنک ہوں، لاکھ معذور
آگے جانا نہیں ہے اب بولا	ہو گئی ہے زبان بھی اولا

(i) اس نظم کا عنوان تحریر کریں۔

جواب: اس نظم کا عنوان ہے: " جاڑے کا موسم"

(ii) مُنعم سے کیا مراد ہے؟

جواب: منعم سے مراد ہے نعمتوں سے نوازا گیا۔ ایسا شخص جس کے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بہتات ہو "منعم" کہلاتا ہے۔ یعنی امیر شخص۔

(iii) منقل کا مطلب بتائیے۔

جواب: منقل عربی سے ماخوذ ہے۔ گھروں میں موسم سرما کے دوران کوئلے دہکانے اور آگ تاپنے کے لیے استعمال کی جانے والی انگیٹھی کو منقل کہا جاتا ہے۔

(iv) "چھینکنا جاڑوں کا جو چھینکے ہے۔ اس مصرعے کا مطلب بتائیں۔

جواب: اس مصرعے کا مطلب ہے کہ جاڑے کی وجہ سے لوگ نزلے زکام کا شکار ہو کر چھینک رہے ہیں اور جاڑے کے موسم کا شکوہ کر رہے ہیں کہ جاڑے نے "چھینکیں" ان کا مقدر بنا دیں۔

(v) ناک سے رومال کیوں نہیں چھوٹتا؟

جواب: شدید جاڑے کی وجہ سے نزلہ اور زکام عروج پر ہے۔ ہر شخص رومال کی مدد سے نزلہ صاف کر رہا ہے۔ چھینکیں دم ہی نہیں لینے دیتیں۔ ناک سے مسلسل پانی بہتا ہے یہی وجہ ہے کہ "ناک سے رُومال نہیں چھوٹتا"۔

(vi) "زمہریر" کا کیا مطلب ہے؟

جواب: "زمہریر" سے مراد سرد ترین علاقہ ہے۔ حدیث کی رو سے جہنم کا وہ حصہ جہاں شدید سردی ہو گی اور اس سردی کے ذریعے گنہگاروں کو عذاب دِیا جائے گا

(vii) پانی نکالنے کے لیے مشک کو چیرنا کیوں ضروری ہو گیا ہے؟

جواب: مشک میں موجود پانی شدید سردی کی وجہ سے جم کر برف بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پانی نکالنے کے لیے مشک چیرنا ضروری ہو گیا ہے۔

(viii) بھٹیارا کسے کہتے ہیں؟

جواب: بھٹی پر دانے بھوننے یا روٹیاں پکانے والے کو بھٹیارا کہتے ہیں۔

(ix) شاعر کی زبان کیوں اولا ہو رہی ہے؟

جواب: شدید سردی کی وجہ سے شاعر سے بولا نہیں جا رہا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کی زبان "برف" کی شکل میں ڈھل کر اولا بن چکی ہے۔

18

عالم پہ تو آئی ہے رنگ اپنا پھیرتی — ہاتھوں سے مشک اڑتی ہے عنبر بکھیرتی
دنیا پہ سلطنت کا تری دیکھ کر حشم — کھاتا ہے دن بھی تاروں بھری رات کی قسم
رُوئے زمیں پہ جل رہے تیرے چراغ ہیں — اور آسماں پہ کھلتے ستاروں کے باغ ہیں
بجلی ہنسے تو رخ ترا دیتا بہار ہے — شبنم کو موتیوں کا دیا تو نے ہار ہے
سب تجھ کو لیتے آنکھوں پہ ہیں بلکہ جان پر — پورا ہے تیرا حکم، پر آدھے جہان پر

(i) **مندرجہ بالا اشعار کا عنوان تجویز کیجئے۔**

جواب: "چاندنی" "چاندنی رات"

(ii) ان اشعار میں کس چیز کی کیفیت بیان کی گئی ہے؟

جواب: ان اشعار میں چاند کی روشنی کی اور چاندنی رات کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

(iii) دن تاروں بھری رات کی قسم کیوں کھاتا ہے؟

جواب: تاروں بھری رات اور چاندنی رات کا سماں بہت دلکش ہوتا ہے۔ یہی وجہ کہ دن اس رات پر رشک کرتا ہے اور اس کی خوبصورتی کے پیش نظر اس کی قسم کھاتا ہے۔

(iv) "رُوئے زمین پہ جل رہے تیرے چراغ ہیں" یہاں چراغ سے کیا مراد ہے؟

جواب: چراغ کا لفظ شاعر نے چاند کے لیے بطور استعارہ استعمال کیا ہے۔ چاند کی کرنیں چراغ کی طرح زمین کو منور کر رہی ہیں۔

(v) پہلے شعر میں مشک اڑانا اور عنبر بکھیرنا سے کیا مراد ہے؟

جواب: مشک و عنبر دونوں سے مراد خوشبو ہے۔ چاند کی چاندنی جب عروج پر آتی ہے عالم پر عجب بہار چھا جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے خوشبو اور مہک چار سُو پھیل گئی ہو۔

(vi) "شبنم کو موتیوں کا دیا تو نے ہار ہے" اس مصرعے کی تشریح کیجئے۔

جواب: چاندنی جب پھولوں پر پڑتی ہے تو پھولوں پر پڑی ہوئی شبنم ہیروں کے زیور کی طرح چمک اٹھتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے پھولوں نے قیمتی ہار پہن رکھے ہوں۔

(vii) حشم کے معنی بتائیے اور اس پر اعراب لگائیے۔

جواب: حشم کا مطلب ہے۔ جلال، رعب، شان۔ حَشَم

(viii) "پورا ہے تیرا حکم پر آدھے جہان پر" تشریح کیجئے۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے دن اور رات دو حصے تشکیل دیئے ہیں۔ دن کا حکمران سورج کو اور رات کا حاکم چاند کو کہا جاتا ہے۔ اسی لیے شاعر کہتا ہے تیری حکمرانی آدھے جہان پر ہے

(ix) "بجلی ہنسے تو رخ ترا دیتا بہار ہے" اس مصرعے کی تشریح کیجئے۔

جواب: بجلی کی چمک چاند اور چاندنی رات کو مزید دلکش بنا دیتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے چاند نکھر گیا ہو۔

(x) "سب تجھ کو لیتے آنکھوں پہ ہیں بلکہ جان پر" اس مصرعے کی تشریح کریں۔

جواب: چاند کی روشنی اور چاندنی رات کو سب دل و جان سے پسند کرتے ہیں۔ چاند کی چاندنی دل کو سکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتی ہے۔

اِعرَاب

اَخلَاق	اِتّحَاد	جُلوس	نُجوم	عَمَل	شُکر	مُبلّغ	اِنتخَاب
اَسلَاف	اَخبَار	عیُوب	عَقل	حَمد	مُصوّر	مَدرسَه	اِعتبَار
اِنبسَاط	اِختِلَاف	تَعاوُن	نَفَاسَت	مَحبّت	اِستِعدَاد	مُعَاوضَه	مِعرَاج
اِعترَاف	تَعظِیم	تَدبّر	مَعذِرَت	مَتَانَت	اِطَاعَت	مَذَاہِب	مُعطّر
مُحقّق	مُحسِن	اَسلَاف	مُولّف	فِرِشتَه	چہلم	تَلفّظ	مَکتَب
تَعجُّب	تَصوُّف	تَرنُّم	اِعزَاز	اِدرَاک	مَسجِد	مِنقَار	مِعرَاج
مُشَاعَرَه	اِجتِنَاب	اِعرَاب	تَحمُّل	اِختِصَار	اِنحرَاف	اِنحِصَار	مَحبُوب
نِکَات	تِلَاوَت	حِسَاب	یَکُم	اِختِتَام	یُوسُف	قَلعَه	مُہذّب
بَرف	مُعَالج	حُدُود	مِفتَاح	مَعذِرَت	زَوَال	تَصَادُم	زُکَام
مُشفِق	رُسُوم	اُدبَا	شُعَرَا	مَجَالِس	جَاہِل	حَاجَت	عِشق
تَنزّل	اِدرَاک	اِفلَاس	مُلَاحظَه	مُخفّف	اِعتِقَاد	حِرص	عَجَائِب
دَوم	مہارت	مُنتَخب	اِنتِخَاب	اِعتِدَال	مَسرّت	سَمت	مَشوَرَه
لَامحَالَه	حِمَایَت	اِستِحکَام	مَعصِیَت	مُلتَبِس	خَوَاتِین	وَاوَیلَا	جَہنّم
مَجرُوح	سَاعَت	بَلَند	اِجتِنَاب	طَالِب	مُشَاہَدَه	یَکُم	مَتَانَت
جِسم	تَعارُف	تَدَارُک	کِتَاب	حِسَاب	اِقَامَت	عِطر	تَوَکُّل

کاشف بشیر کاشف

مُبارَک غَلَط نَکیل مُحاصَرَہ تَمَدُّن حَقائِق مُرَوَّج وَجَد

قائدِ ملت	لقب	مٹھو	عُرف	کل	ظرف زماں	لگوائی	اسم معاوضہ
مادرِ ملت	لقب	چھری	اسم آلہ	آج	ظرف زماں	اٹھوائی	اسم معاوضہ
رستم زماں	خطاب	مقیاس الحرارت	اسم آلہ	ہفتہ	ظرف زماں	دھلائی	اسم معاوضہ
شمس العلما	خطاب	قینچی (مقراض)	اسم آلہ	صبح	ظرف زماں	لاہوری	صفت نسبتی
خان بہادر	خطاب	پیمانہ (مسطر)	اسم آلہ	شام	ظرف زماں	انبالوی	صفت نسبتی
نشانِ حیدر	خطاب	سائیں سائیں	اسم صوت	دوپہر	ظرف زماں	عالمانہ	صفت نسبتی
ستارہ جرأت	خطاب	کائیں کائیں	اسم صوت	دن	ظرف زماں	نورانی	صفت نسبتی
قائدِ اعظم	لقب	غٹرغوں	اسم صوت	رات	ظرف زماں	نمکین	صفت نسبتی
ابوالحسن	کنیت	میاؤں میاؤں	اسم صوت	شب	ظرف زماں	سنگین	صفت نسبتی
ابو تراب	کنیت	چھم چھم	اسم صوت	مدرسہ	ظرف مکاں	رنگین	صفت نسبتی
ابنِ خطاب	کنیت	کُوکُو	اسم صوت	سکول	ظرف مکاں	مدنی	صفت نسبتی
ذوقؔ	تخلص	چوں چوں	اسم صوت	کارخانہ	ظرف مکاں	مکی	صفت نسبتی
غالبؔ	تخلص	دیگچی	اسم تصغیر/مصغر	گھر	ظرف مکاں	شرمیلا	صفت نسبتی
حالیؔ	تخلص	باغیچہ	اسم تصغیر/مصغر	سٹیشن	ظرف مکاں	رنگیلا	صفت نسبتی
دھوبی	اسم فاعل	پیالی	اسم تصغیر/مصغر	ہسپتال	ظرف مکاں	جیالا	صفت نسبتی
حاکم	اسم فاعل	غالیچہ	اسم تصغیر/مصغر	شفاخانہ	ظرف مکاں	زہریلا	صفت نسبتی
چٹان	اسم جامد	بچونگڑا	اسم تصغیر/مصغر	نمکدان	ظرف مکاں	مٹیالا	صفت نسبتی
تلوار	اسم آلہ	ڈھولک	اسم تصغیر/مصغر	کتب خانہ	ظرف مکاں	ہے/تھا	فعل ناقص
پگڑ	اسم مکبر	مردوا	اسم تصغیر/مصغر	عید گاہ	ظرف مکاں	شام وسحر	مرکب عطفی
پگڑی	اسم تصغیر/مصغر	پگڑی	اسم تصغیر/مصغر	تارگھر	ظرف مکاں	تمھارا بھائی	مرکب اضافی
چاقو	اسمِ آلہ	مکھڑا	اسم تصغیر/مصغر	مسافر خانہ	ظرف مکاں	جہانِ فن	مرکب اضافی
لکھنے والا	اسم فاعل	دولت	اسم جامد	مسجد	ظرف مکاں	دولڑکے	مرکب عددی
مرد بزرگ	مرکب توصیفی	سال	ظرف زماں	ڈاک خانہ	ظرف مکاں	وہ لڑکی	مرکب اشاری
بھکاری	اسم فاعل	مہینہ	ظرف زماں	سبزی منڈی	ظرف مکاں	معبود	اسم مفعول
ٹن ٹن	اسمِ صوت	سیکنڈ	ظرف زماں	لاری اڈہ	ظرف مکاں	معلم	اسم فاعل
اینٹ	اسم جامد	پل	ظرف زماں	چندا	عرف	ووٹی	مہمل
دیوار	اسمِ ذات	آج	ظرف زماں	چاہت	حاصل مصدر	مسواک	اسم آلہ
پڑھی ہوئی کتاب	اسم مفعول	بندوق	اسم آلہ	جَلن	حاصل مصدر	چالاک لڑکی	مرکب توصیفی
سجاوٹ	حاصل مصدر	بناوٹ	حاصل مصدر	لڑکپن	حاصل مصدر	شاہ سوار	اسم مکبر
گھبراہٹ	حاصل مصدر	مسکراہٹ	حاصل مصدر	بچپن	حاصل مصدر	جس/جسے/جنھوں	اسم موصول
شرافت	حاصل مصدر	جہالت	حاصل مصدر	رنگائی	حاصل مصدر	محمود کی کتاب	مرکب اضافی
پٹائی	حاصل مصدر	رنگوائی	اسم معاوضہ	پسوائی	اسم معاوضہ	لکھا ہوا	اسم مشتق
خط لکھا گیا	فعل مجہول	تک	حرفِ جار	و/اور	حرف عطف	نکتا	اسم مفعول

اگر	حرفِ شرط	کہ	حرفِ بیان	کا، کی، کے /را، ری رے	حرفِ اضافت	پڑھتا ہوا	اسم حالیہ
مانند	حرفِ تشبیہ	ہو بہو	حرفِ تشبیہ	تف	حرفِ نفرین	شاہ رگ	اسم مکبر
شاباش	حرفِ تحسین	واہ	حرف تحسین	تو نہ جا	فعل نہی	چھتر	اسم مکبر
وہ کھائے	فعل مضارع	ہم کھائیں	فعل مضارع	اگر وہ پڑھتا	ماضی شرطیہ	شہسوار	اسم مکبر
شہ پر	اسم مکبر	بیاہتا	اسم مفعول	عادل	اسم فاعل	خادم	اسم فاعل
گٹھڑ	اسم مکبر	لکھنا/آنا/پڑھنا	مصدر	شہنشاہ	اسم مکبر	شاہ کار	اسم مکبر
وہ دوڑتا تھا	ماضی استمراری	اُس نے کھایا ہوگا	ماضی شکیہ	کاش وہ آتا	ماضی تمنائی	چھتری	اسم مصغر/تصغیر
مقیم نے لکھا تھا	ماضی قریب	اُس نے لکھا	ماضی مطلق	اُمِ کلثوم	کنیت	شہ زور	اسم مکبر
ڈاکو	اسم فاعل	حلوائی	اسم فاعل	توپچی	اسم فاعل	بتنگڑ	اسم مکبر

اقسام							
مرکب تام	2	فعل	12	اسم نکرہ	5	لفظِ موضوع	2
جنس	2	فعل ماضی	6	اسم ظرف	2	کلمہ	3
اسم مفعول	2	مرکب ناقص	8	اسم مشتق	5	اسم	2
اسمِ صفت	2	اضافت	9	اسم فاعل	2	اسم معرفہ	4
اسمِ ضمیر	3			مصدر	4	اسم علم	5

کاشف بشیر کاشف